روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 46-81 نمبر 104 | بدھ 19 ذوالحجہ 1416ھ 8 ہجرت 1375ہش 8 مئی 1996ء

زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے

تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

کہتے ہیں کہ کوئی شخص شیخ نظام الدین صاحب ولی اللہ کے پاس اپنے کسی ذاتی مطلب کے لئے دعا کرانے کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہے۔ میں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا ہوں تو اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کر دیا ہے مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا۔ جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہو گئی۔ تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ میں نے تجھ سے دودھ چاول اس واسطے مانگے تھے کہ جب تو دعا کرانے کے واسطے آیا تھا۔ تو تو میرے واسطے بالکل اجنبی آدمی تھا اور میرے دل میں تیرے واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا۔ اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت پیدا کرنے کے واسطے میں نے یہ بات سوچی تھی۔

ایسا ہی توریت میں حضرت اسحاق کا قصہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جا تو میرے واسطے شکار لے آ۔ اور پکا کر مجھے کھلا تا کہ میں تجھے برکت دوں اور تیرے واسطے دعا کروں۔ اس قسم کے بہت سے قصے اولیاء کے حالات میں درج ہیں اور ان میں حقیقت یہی ہے کہ دعا کرنے والے اور کرانے والے کے درمیان تعلق ہونا چاہئے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 51)

تمام بدیوں سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ پر ایمان ہو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص ایمان حقیقی رکھ کر سب نبیوں کی مشترکہ تعلیم کی خلاف ورزی کیوں کرتا ہے۔ کیا کسی بھی نبی کی تعلیم ہے کہ جھوٹ بولیں، دنیا کے حریص ہوں۔ کاہل اور سست بن جائیں دھوکہ دیں حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو جائیں۔ شریروں اور بدمعاشوں سے تعلق پیدا کریں۔ خدا تعالیٰ اس کو کبھی پسند نہیں کرتا اور ان تمام بدیوں سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ اللہ پر ایمان ہو۔ پس جو شخص (میں اللہ پر ایمان لایا) کا مصداق ہو وہ تمام نیکیوں کا گرویدہ اور بھلائیوں کا پسند کرنے والا ہو گا۔ اگر اس طرح پر سمجھ نہیں آتا تو ایک اور راہ ہے جس پر چل کر انسان بدیوں سے بچ سکتا ہے۔ یوم آخر پر ایمان ہو۔ اگر انسان جزاء اعمال کو مانتا ہو اور اسے ایمان ہو تو وہ بدیوں سے بچ جاتا ہے۔ ایک شریف طبع انسان کو کہہ دیں کہ دو روپے دیتے ہیں دو جوتے لگا لینے دو وہ کبھی پسند نہیں کرے گا۔ پھر یوم آخر میں کب کوئی گوارا کر سکتا ہے۔ پس اس پر ایمان لا کر بدی نہیں کر

باقی صفحہ 7 پر

خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور اس کا وصال ہی سچی راحت اور حقیقی آرام ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

حیثیت سے کم چندہ تحریک جدید پیش کرنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں۔

"جنہوں نے اپنی آمدنی کے مطابق چندے نہیں لکھوائے ان کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے چندے اپنی آمدنیوں کے مطابق کر لیں۔ نادہند وہ ہے جس نے ہمیشہ اپنی حیثیت سے کم وعدہ کیا جب انسان پوری قربانی نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اس میں زور اور طاقت پیدا نہیں کرتے جو لوگ اپنی حیثیت سے زیادہ وعدے لکھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔"

(ایڈیشنل وکیل المال ثانی تحریک جدید)

ولادت

○ مکرم سعید احمد اظہر شاہد صاحب مربی سلسلہ ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی بیٹی عزیزہ قدسیہ روحی و مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب آف ملتان کے ہاں مورخہ 15- اپریل کو پہلی بیٹی پیدا ہوئی ہے جس کا نام "شانزے نصیر" تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب آف ملتان کی پوتی ہے۔ احباب کرام سے بچی کے لئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت و عمر دے اور نیک بنائے۔

نمائندہ "الفضل" کا دورہ برائے اشتہارات

○ مکرم محمد احمد مظفر علوی آف اوکاڑہ نمائندہ روزنامہ الفضل اپنے دورہ کے دوران جھنگ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ، ملتان، لودھراں، خانیوال کے دورہ پر جا رہے ہیں احباب جماعت اور عہدیداران جماعت احمدیہ سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مینجر روزنامہ الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
بمقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت:
2 روپے 50 پیسے

8- ہجرت 1375 ہش   8 - مئی 1996ء

مقدر کی بات

یہ فقرہ اکثر سننے میں آتا ہے کہ "مقدر کی بات ہے۔" جب انسان کچھ کرنا چاہتا ہے اور کر نہیں پاتا یا کرپاتا ہے تو اس کا نتیجہ اس کی منشاء کے مطابق نہیں نکلتا تو وہ اس ساری بات کو "مقدر کی بات ہے" کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہے۔ بعض لوگ تو یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی بھی نہیں دے سکتے بے قرار ہو جاتے ہیں۔ مایوس ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو کوسنے لگتے ہیں۔ یہ مقدر ہے کیا۔ اس بات کو سمجھ لینا ہماری بہت سی مشکلات کا حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ہماری اپنی اختیار اور بے اختیاری کی کیفیت کیا ہے اور مقدر کسے کہتے ہیں۔ کس وقت کس بات کو مقدر کے حوالے کیا جا سکتا ہے تو یقیناً ہماری یہ سمجھ بھی ہماری مشکلات کو حل کر دے گی یا مشکلات کی برداشت کو آسان کر دے گی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے مقدر ہی کے سلسلے میں فرمایا ہے:-

"تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعائیں اور صدقات اس کو ٹلا دیتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرائے میں اس کو پہنچا دیتا ہے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ تقدیر معلق ہو یا مبرم ہو دعا اور صدقات جاری رہنے چاہئیں۔ جب ہم کوئی کام شروع کرتے ہیں اور جب ہم کام کر رہے ہوتے ہیں اور جب ہم کام ختم کر چکے ہوتے ہیں۔ یہ سارے اوقات ایسے ہیں کہ ان میں دعا اور صدقات جاری رہنے چاہئیں۔ کیونکہ اگر تقدیر معلق ہے تو وہ دعا اور صدقات سے ٹل جائے گی اور نتیجہ ہماری منشاء کے مطابق نکلے گا۔ گویا کہ ہم اپنے کام میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر تقدیر مبرم ہے اور ہمیں اس کام میں کامیابی نہیں ہونی تو اتنا تو فائدہ ہو گا کہ وہ کسی اور پیرائے میں ہمارے لئے مفید ثابت ہو جائیں گی۔ یا تقدیر ہی کو ایک حد تک۔ ایک عرصہ تک۔ ٹال دیا جائے گا۔ یہ بھی انسان دعا کرتا ہے کہ کم از کم اس وقت تو اس کام کا غلط نتیجہ نہ نکلے۔ یا اس کی مراد پوری ہو جائے۔ اگر فوری طور پر ایسا نہ ہو سکتا ہو تو توقف بھی اس کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

پس حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے اس ارشاد سے نہ صرف تقدیر کی دو قسموں کا پتہ چلتا ہے بلکہ یہ بھی کہ دونوں قسم کی تقدیر کے لئے دعا اور صدقات نہایت ضروری ہیں۔ یا تو اسی طرح اور اسی وقت فائدہ پہنچ جائے گا یا پھر توقف ہو کر اس وقت نقصان نہیں ہو گا۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم صرف مقدر کی بات نہ کریں بلکہ مقدر کو اپنی راہ پر لگانے کے لئے یا اپنے لئے مفید بنانے کی خاطر دعا اور صدقات کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے ہمیں ہمارے مقاصد میں جو نیک مقاصد ہوں کامیابیاں عطا کرے اور جہاں کسی شر کے پہنچنے کا امکان ہو اگر اس کا دور ہونا مقدر نہ ہو تو کم از کم ایک وقت تک توقف اور تاخیر میں تو ڈال دے۔ یہ بھی ہمارے لئے اس کا ایک احسان ہو گا۔

لے آئے ہیں وہ مجھ کو سرِ عام دیکھ لو
آؤ مرے حقوق کا نیلام دیکھ لو
کچھ لوگ اپنے قد سے بڑے لگ رہے ہیں آج
سایہ ڈھلا ہے ان کا سرِ شام' دیکھ لو

ابوالاقبال

○

میں تو دریا بھی نہیں ہوں اور سمندر بھی نہیں
جانے میری آب جُو کس ریت میں کھو جائے گی

دیکھتا ہوں مَیں ہر اک رہرو کو اتنے پیار سے
کچھ محبت مجھ کو اپنی ذات سے ہو جائے گی

جاگ کر تم چاند شب کو کر رہے ہو بے قرار
تم اگر سو جاؤ گے تو رات بھی سو جائے گی

کون جانے میری فطرت مجھ کو لے جائے کہاں
کیسے کیسے بیج کشتِ دل میں یہ بو جائے گی

رُک گئے آنسو تو یہ دامن رہے گا داغدار
داغ دھبے معصیت کے' چشمِ تر دھو جائے گی

بھیگ جائے گا مرے اشکوں سے دامن آپ کا
میری ہر آہِ رسا یوں بااثر ہو جائے گی

میری آنکھوں میں' ہر اک سے' میری حیثیت ہے کم
یوں سمٹ کر میری دنیا مختصر ہو جائے گی

مِل نہیں پایا مجھے اپنے تشخص کا پتہ
کیا نسیم اس حال میں دنیا مِری کھو جائے گی

نسیم سیفی

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی فرماتے ہیں-

"وہ شخص جو کہ گزشتہ سالوں میں حصہ لیتا رہا اگر اس کو بعد میں توفیق نہیں ملتی تو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول نہیں کیا۔ ورنہ اب اس سے سستی سرزد نہ ہوتی۔ سستی کے یہ معنی ہیں کہ پہلے عمل ضائع ہو چکے وہ انسان جو یہ سمجھتا ہے کہ پچھلی قربانیاں اس کے لئے کافی ہیں وہ سخت غلطی پر ہے جس طرح کل کا کھایا ہوا آج کام نہیں آتا اسی طرح پچھلی قربانیاں آئندہ کے لئے مستغنی نہیں کر سکتیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مہر آپا صاحبہ

(الفضل 20- دسمبر 1967ء)

اخوت باہمی کی ایک جھلک

گزشتہ گرمیوں میں اپنی قابل فکر حد تک کمزوری صحت کے مدنظر ڈاکٹری مشورہ کے تحت مجھے کوہ مری جانا پڑا۔ مجھے وہاں گئے ہوئے قریباً ایک مہینہ ہی گزرا ہوگا کہ ایک دن اچانک مجھے راولپنڈی سے ٹرنک کال پر یہ دل خراش خبر سنائی گئی کہ عزیزہ وودی امتہ الودود میری چچازاد بہن بنت حضرت سید عبدالرزاق شاہ صاحب حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہوگئی ہیں (-) مری' روانگی سے قبل میں عزیزہ کو ملنے گئی۔ عزیزہ باوجود پیدائشی دل کی مریضہ ہونے کے بظاہر اچھی خاصی چاک و چوبند تھیں۔ ان پر بظاہر بیماری کا کوئی اثر نہ تھا۔

اچانک اس خبر سے جو کرب و دکھ ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ خاص طور پر جبکہ مجھے یہ بھی علم نہ تھا کہ عزیزہ راولپنڈی آئی ہوئی ہے۔

جس دن ان کی وفات ہوئی ہے وہ صبح کے ناشتہ پر بیٹھی اپنی دوسری بہنوں کے ساتھ باتیں کرتی رہیں۔ ناشتہ کے بعد (جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے) پروگرام یہ تھا کہ وہ اسلام آباد' جاکر دن گزاریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا سب پروگرام دھرے کے دھرے رہ گئے اور ہنستا کھیلتا گھر ماتم کدہ بن گیا۔

میں صبح نو بجے فون پر اس حادثہ کی اطلاع ملنے پر پنڈی روانہ ہوگئی۔ دل عزیزہ کی وفات پر یقین نہیں کر رہا تھا۔ مری' سے پنڈی تک کا سفر اسی دعا میں کٹا کہ خدا کرے! عزیزہ زندہ ہو۔ اور پھر یہ احساس شدت درد کا موجب بنا رہا کہ اگر واقعی عزیزہ اپنے محبوب ازلی و ابدی کے پاس پہنچ گئی ہیں تو پھر اس باپ کا کیا حال ہوگا؟ جس کی عدم موجودگی میں اس کی بیٹی غریب الدیار بن کر چل بسی۔ ہاں! وہ باپ جس کی تمام زندگی ہی درد و کرب کا مرقع بنی رہی جس کے اپنے ماں باپ اور تمام بہن بھائیوں کی وفات اس کی عدم موجودگی میں ہی ہوئی (سوائے ایک بھائی کے) جس کا جوان بیٹا موٹر کے حادثہ میں (افریقہ میں) چل بسا۔ جس کی بیوی پارٹیشن کے معاً بعد (سندھ) داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ اور پھر میری تمام تر دعائیں اس صابر و شاکر وجود کے لئے وقف ہو کر رہ گئیں جو اس وقت ہمارے پورے خاندان میں ایک ہی بزرگ رہ گئے ہیں۔

میں ان دعاؤں اور ان خیالات میں جب راولپنڈی پہنچی تو میری نگاہوں نے جو کچھ دیکھا اس کو الفاظ کا جامہ پہنانا مشکل بلکہ ناممکن ہے اسے بس دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔

"بیت السلام" محترم مکرم میجر سید مقبول احمد صاحب کی کوٹھی تعزیت والے احباب سے بھری ہوئی تھی۔ کچھ احباب محترم میجر صاحب کی ہدایت پر تجہیز و تکفین کے انتظامات میں مع میجر صاحب کے اپنے عزیزوں کے لگے ہوئے تھے۔ آپ کے کچھ عزیز کراچی' لاہور' ربوہ' پنڈی' اسلام آباد وغیرہ جہاں جہاں بھی ہمارے عزیز تھے انہیں فون اور تاروں کے ذریعہ اس حادثہ کی اطلاع دینے میں لگے ہوئے تھے۔ اکثر جگہوں پر اطلاعیں پہنچ چکی تھیں۔ تابوت بنایا جا رہا تھا۔ اندر ڈرائینگ روم میں قدم رکھا تو میرے سامنے عزیزہ بستر پر سفید لباس میں لپٹی ابدی میٹھی نیند سو رہی تھیں۔ چاروں طرف برف کے ٹکڑے عزیزہ کے بستر کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ راولپنڈی تجہیز و تکفین کے سلسلہ میں مختلف کاموں میں مصروف تھیں۔ بیگم و محترم میجر سید مقبول احمد صاحب اور ان کے بچوں کا اس صدمہ سے برا حال تھا۔ یہ موصوفہ کے میزبان بھی تھے اور ویسے بھی ہمارے یہ قابل محبت و قابل قدر عزیز ہیں اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ راولپنڈی کی جماعت کے نائب امیر اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ وہاں کی لجنہ کی صدر ہیں۔

آپ کی کوٹھی میں کیا اندر اور کیا باہر تمام احباب کرام جماعت اور خواتین اپنے اپنے کام میں خاموشی سے مصروف تھے۔ موصوفہ کی چھوٹی دو بہنوں کا حال اس طرح اچانک صدمہ سے ایسا دگرگوں تھا کہ صرف ان دونوں کو سنبھالنا ہی کارِ دارد تھا۔

جماعت کی خواتین و احباب ہمارے اس دکھ میں اس طرح شریک تھے کہ گویا وہ دکھ ان کا اپنا ہے۔ وہ تکلیف ہمیں نہیں پہنچی بلکہ یہ تکلیف انہیں کو پہنچی ہے۔ یوں لگتا تھا کہ اس درد کی ٹیس جماعت کے ہر فرد کے دل پر بلا امتیاز مرد و زن ایک سی محسوس ہو رہی ہے۔ کتنا خلوص تھا؟ کتنا پیار تھا؟ کس قدر تمام کے تمام دل دردمند تھے؟ ہر ایک اس کوشش میں نظر آتا تھا کہ وہ آگے بڑھ کر اس دکھ کو ہم سے بانٹ لے۔

یہ کیوں تھا؟ ایسا کیوں تھا؟ کسی دنیاوی جاہ و حشمت کا تقاضا تھا؟ کسی دنیاوی مال و منال کا رعب و دبدبہ تھا؟ ڈھیروں ڈھیر مال کی کشش تھی جو ان مخلصین کو اپنے گرد گھومنے پر اس طرح مجبور کر رہی تھی؟ نہیں! وہ ایک واقف زندگی کی بیٹی تھی جو دنیاوی مال و دولت سے ان معنوں میں بہت دور ہے جن معنوں میں ایک دنیا دار کسی کو "دولت مند" قرار دے کر پھر اس بت کی پرستش کرتا ہے دولت کے یہ دنیاوی بت تو اپنی ذات میں مستحکم و پائیدار نہیں ہیں نہ ہی ان کے پرستار اپنی پرستش و عبادت میں مخلص و وفادار ہیں۔ اور دولت کا یہ بت تو ہر لحظہ ٹوٹ جانے کی تمہید ہوتا ہے۔ پھر اس کے پرستاروں سے کسی اخلاص' کسی وفا' کسی انسانی ہمدردی ایسے حسین جذبات کا مظاہرہ کیوں کر توقع کیا جا سکتا ہے؟ کھوکھلی بنیاد کی عمارت کھوکھلی ہوگئی۔

یہاں تو باہمی اخوت کا وہ حسین جذبہ کام کر رہا تھا جس کا بیج میرے پیارے (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے دست مبارک سے بویا گیا۔ چونکہ یہ بیج حق و صداقت کا بیج تھا اس لئے ہر جگہ ہر مقام پر حق و صداقت کی چمک اپنی تمام تر خوبیوں اور برکات کے ساتھ نمایاں ہے۔ کہاں ہیں وہ جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ دنیا میں عزت و وقار دولت سے وابستہ ہے۔ اونچے اونچے سربفلک محلوں سے وابستہ ہے اور بڑی بڑی ریاستوں کی ملکیت سے وابستہ ہے۔ اس واقف زندگی کے پاس تو اس عنوان کی کوئی ایسی چیز بھی نہ تھی۔

ہمارے پاس ایسی زندہ مثالیں ہیں جنہیں اپنے مال و دولت کا اس قدر زعم ہے۔ جنہیں اپنی غیر معمولی جائیداد پر ناز و غرور ہے۔ جن کا دین جن کا ایمان صرف اور صرف پیسہ اور سونا ہی ہے۔ جب کبھی ان کو خدانخواستہ اس قسم کی آزمائش سے بشری تقاضوں کے تحت دوچار ہونا پڑتا ہے' تو باوجود اس قدر مال و دولت کے۔ باوجود اعلیٰ قسم کے دنیاوی ساز و سامان کے ان کے ساتھ حقیقی اخلاص و محبت رکھنے والا اور ان کے غم میں شریک ہونے والا کوئی نہیں ہوتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان میں باہمی اخوت و ہمدردی' محبت و خلوص اور وفا کا وہ حسین جذبہ کارفرما ہی نہیں ہوتا جو خدا تعالیٰ نے (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے ذریعہ ہماری جماعت کو ودیعت کر رکھا ہے وہ لوگ اس نعمت سے ہی محروم ہیں۔ وہ اس چاشنی کے مزے ہی سے واقف نہیں۔

قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دولت کی چمک دمک جو ایک وقت میں وجہ عزت و پرستش بنی ہوئی ہوتی ہے۔ جو دین اور ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔ ایسے موقعوں پر اس کی جھوٹی چمک کیوں ماند پڑ جاتی ہے؟ اس کے بل بوتے پر مخلوق خدا کے دلوں کو کیوں نہ مسخر کیا گیا؟ آخر یہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ جس چیز پر وہ اپنا تمام دارومدار رکھتے ہیں۔ جس چیز کو وہ اپنا دین و اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ جس چیز کو وہ وجہ سکون سمجھتے ہیں وہ اپنی ذات میں محض بے حقیقت اور دھوکہ ہے۔ دولت کے بت کھوکھلے اور ان کی اندھی پرستش کرنے والے ان سے بھی بڑھ کر بے حقیقت ہوتے ہیں۔ باوجود دولت کی فراوانی اور دولت کے انبار کے وہ عزت و وقار۔ وہ سچی ہمدردی و خلوص سے محروم رہتے ہیں۔

انسان کس قدر کور باطن ہے اس دنیا میں قدم قدم پر سبق ملنے پر بھی وہ اپنی سمجھ سے کام نہیں لیتا۔ اور راہنمائی نہیں حاصل کرتا۔

عزیزہ موصوفہ کی تجہیز و تکفین کے دوران ایک خاتون کو جو کہ اس فرض کی تکمیل میں پیش پیش تھیں وہ ساتھ والی معاون خواتین کی راہنمائی کر رہی تھیں بڑے پروقار اور رقت بھرے الفاظ میں آہستہ آہستہ یہ کہتے سنا "میری معصوم بچی! سلسلہ کے ایک نہایت جلیل القدر رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پوتی! خدا حافظ۔ جاؤ (-) حضرت بانی سلسلہ اور آپ کے آئمہ) تمام کو میرا اسلام کہنا اور پھر دیگر رفقاء کو اور پھر اپنے جلیل القدر بزرگ دادا کو میرا اسلام پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر قائم رہنے کی توفیق دے اور ہمیں خدا تعالیٰ اسی رنگ میں صبر عطا کرے جن معنوں میں خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔"

یہ الفاظ انہوں نے اس درد و کرب اور اس اخلاص اور وقار سے رک رک کر کہے کہ میں اس حسین اخوت کے گہرے رشتے اور مضبوط تعلق پر اور اللہ تعالیٰ کے احسان و فضل کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ الفاظ وہ درد بھری کیفیت کسی چھپی ہوئی گہری اخوت کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ وہ ایک واقف زندگی کی غریب الوطن اور غریب الدیار بیٹی تھی۔ سلسلہ کے خادم اگر ان پر بینا آنکھ سے غور کیا جائے تو یہی دراصل ہر لحاظ سے معزز و محترم ہیں اور ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں دوہرے انعام دوہری عزتیں ہیں جنہیں دنیا دار سمجھ نہیں سکتے۔ حضرت بانی سلسلہ اور آپ کے آئمہ کے فرمان و ارشادات پر کامل ایمان رکھنے والے کبھی دنیا داری کا وہم بھی نہیں کر سکتے۔

ایسی گہری اور سچی اخوت کے اس حسین مظاہرہ پر جو مخلصین جماعت احمدیہ راولپنڈی کی طرف سے ہوا میں شکریہ ادا ہی نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے احسان و فضل پر (سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے) کہتے ہوئے ان سب کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس پر خلوص محبت و اخوت کا بہترین بدلہ عطا کرے اور (-) محترمہ بیگم میجر سید مقبول احمد صاحب کی بھی خصوصیت سے ممنون ہوں۔

عزیزہ موصوفہ کی تدفین کے بعد واپسی پر (غالباً) حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے مجھے بتایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موصوفہ کی وفات کا اشارہ ہو چکا تھا۔ آپ نے (غالباً) صدقہ بھی دیا اور فرمایا کہ جب مجھے یہ اشارہ ہوا تو میں تمہارے لئے اور تمہارے بھائیوں اور بہن کے لئے درد سے دعا کرتی رہی۔ تمہیں اس لئے نہ بتایا کہ تمہاری صحت پہلے ہی کمزور ہے تم پریشان ہو جاؤ گی۔ اسی طرح اس سے پہلے بھی ایک سانحہ گزرا ہے جس کے وقوعہ سے پہلے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو رؤیا دکھائی گئی جس کا تعلق میری ہی ذات سے تھا۔ آپ نے مجھے پیغام بھجوایا کہ میں نے کوئی خواب دیکھا ہے جس کا تعلق تمہارے عزیزوں سے ہے۔ تم صدقہ دو

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتیاز راجیکی کیلیفورنیا

بڑھاپے کا موازنہ

ہمارے ہاں ذرا کسی کے بالوں میں سفیدی آئی اور ادھیڑ عمری کی دہلیز پر قدم رکھا۔ فوراً ساٹھے باٹھے" کے لقب سے نواز دیا گیا اور اگر موصوف خوش قسمتی سے ریٹائرمنٹ کی حد تک پہنچ گئے اور فی الواقعی "بزرگی" کے دعویدار ہو گئے تو گویا "سترے بہترے" ہو گئے۔ یعنی دین و دنیا سے بے نیاز کسی کام کے نہ رہے، چاہے اصل عمر کی پچاس پچپن بہاریں بھی نہ دیکھ پائی ہوں۔

مگر مغرب کی دنیا نرالی ہے۔ یہاں ہمارے ہاں کے "ساٹھے باٹھے" کو طفل مکتب تصور کیا جاتا ہے اور "سترے بہترے" ہو جانے کے بعد ہی گویا عقل داڑھیں نکلتی ہیں۔

ابھی حال ہی میں امریکہ میں دو ستر سالہ اور ستتر سالہ "نوجوان" بڈھوں نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ ان کی 147 سالہ مجموعی "سلیم العقلی" یا خبط الحواسی" کے اتحاد نے امریکہ کی بزنس کمیونٹی پر زلزلہ طاری کر دیا۔ 12۔ اپریل کو اچانک سوتے سے جاگ کر انہوں نے دھماکہ کیا کہ وہ 22 اعشاریہ 8 بلیئن ڈالر (تقریباً سات کھرب روپے) کی رقم سے امریکہ (بلکہ دنیا) کی تیسری بڑی موٹر کمپنی کرائسلر Chrysler کو خریدنا چاہتے ہیں۔ ان کے اس اعلان نے وال سٹریٹ میں تہلکہ مچا دیا اور یکبارگی کمپنی کے حصص میں تقریباً پچاس فیصد اضافہ ہو گیا۔ ان جوان سال بڈھوں میں ایک صاحب ستر سالہ مسٹر لی آئی کوکا Lee Iacocca ہیں۔ جو 1992ء میں کرائسلر کے چیئرمین کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے اور دوسرے صاحب کرائسلر کمپنی کے سب سے بڑے حصہ دار ستتر سالہ مسٹر کرک کرکورئین kirk Kerkorian ہیں۔ جو دنیا کے سب سے بڑے ہوٹلوں، قمار خانوں اور فلمی سٹوڈیوز کے مالک کی حیثیت سے پہنچانے جاتے ہیں۔ ان بڈھوں کی جواں سالیوں (براہ کرم اسے سالی کی جمع نہ سمجھا جائے) اور خوش خیالیوں کا کیا نتیجہ نکلا اور انجام کار ان پر "سترے بہترے" کا دیسی یا ولایتی کون سا مقولہ صادر ہوتا ہے۔ اس کا فیصلہ قارئین اپنے اپنے ذوق کے مطابق بعد میں خود کر لیں۔ فی الحال امریکہ میں کاروں کے بزنس اور کرائسلر کا مختصر ساذکر ہو جائے۔

بگ تھری BIG THREE

امریکہ میں مقامی طور پر پلنے بڑھنے والی موٹر کمپنیوں کے تین مجموعے ہیں۔ جنہیں عرف عام میں "بگ تھری" Big Three کہا جاتا ہے۔ اگرچہ تمام بڑی بڑی یورپی اور جاپانی کمپنیاں بھی یہاں خوب پھول پھل رہی ہیں۔ ان کے اپنے اپنے پلانٹس لگے ہوئے ہیں اور اکثر کمپنیوں کے تقریباً ستر فیصد یا زائد پرزے یہیں پر تیار ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ غیر ملکی اور بدیشی ہی کہلاتی ہیں۔

بگ تھری میں پہلے نمبر پر جی ایم G M (جنرل موٹرز) ہے۔ جو آٹھ مختلف موٹر کمپنیوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں کیڈیلاک Cadillac، بیوک Buick، اولڈ موبیل Olds Mobile، شیور لیٹ Chevrolet پونٹیاک Pontiac جی ایم سی ٹرک Gmc Truck جیو GEO اور سیٹرن Saturn شامل ہیں۔ ان کمپنیوں کے کوئی سو سے زائد ماڈلز اس وقت امریکہ اور دنیا بھر کی سڑکوں پر دوڑ رہے ہیں۔ جنرل موٹرز امریکہ کی سب سے بڑی صنعتی اور تجارتی کمپنی ہے۔ جو اکثر و بیشتر دنیا بھر میں اول نمبر پر رہنے کا اعزاز بھی رکھتی ہے۔ تاہم ایک حالیہ جائزے کے مطابق گزشتہ سال جاپانی کمپنی متسوبشی Mitsubishi نے 176 بلین ڈالر کا مجموعی کاروبار کر کے اسے دوسرے نمبر پر دھکیل دیا ہے۔

فورڈ FORD

سرہنری فورڈ کی یہ کمپنی موٹر سازی میں بانی مبانی کمپنی سمجھی جاتی ہے۔ اس میں فورڈ کے علاوہ مرکری Mercury اور لنکن Lincoln کمپنیاں شامل ہیں۔ دو سال پہلے برطانیہ کی مشہور اور پرانی کمپنی جیگوار Jaguar کو بھی اس نے خرید لیا تھا۔ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے کے باوجود ابھی تک جنرل موٹرز کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔

کرائسلر CHRYSLER

کرائسلر کمپنی کی بنیاد 1925ء میں والٹن کرائسلر نے رکھی، جو جنرل موٹرز کے سابقہ صدر تھے۔ انہوں نے اپنی پہلی کار کا نام Chrysler رکھا۔ اس میں شامل کمپنیوں میں زیادہ معروف نام۔ جس سے اہل پاکستان بھی واقف ہیں "ڈاج" Dodge ہے۔ اس کے علاوہ پلمتھ Plymoutgh' ایگل Eagle اور جیپ Jeep (یہ وہی جیپ ہے، جو ستر کی دھائی میں "نیا دور" کمپنی کے تحت پاکستان میں بھی تیار ہوتی تھی) بھی کرائسلر کا حصہ ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں تیسرے نمبر کی موٹر کمپنی سمجھی جاتی ہے۔ کسی زمانے میں جاپانی کمپنی ٹویوٹا دوسرے نمبر پر تھی مگر ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق وہ پانچویں نمبر پر چلی گئی ہے۔ کیونکہ جرمنی کی واکس ویگن کمپنی بزنس میں اس سے آگے بڑھ گئی ہے۔

جاپانیوں سے اشتراک و اتحاد

امریکہ کی موٹر کمپنیاں اکثر و بیشتر تمام دنیا میں سب سے آگے آگے رہی ہیں۔ خاص طور پر جنگ عظیم دوم کے بعد سے ایک لحاظ سے انہیں مناپلی حاصل رہی ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اسی زعم اور خوش فہمی میں اپنا معیار کھوتی گئیں اور حالات اور وقت کے تقاضوں کو پس پشت ڈالتی گئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جاپانی موٹر کمپنیاں بڑی تیزی سے آگے بڑھیں اور ستر، اسی کی دھائیوں میں پوری دنیا پر چھا گئیں (ابھی تک معیار کے لحاظ سے ٹویوٹا کمپنی کی مصنوعات کو بہترین اور موازنے کا میزان سمجھا جاتا ہے۔

جلد ہی امریکی کمپنیاں خواب خرگوش سے بیدار ہوئیں اور بزعم خویش جس اجارہ داری اور فضیلت کے خول میں محبوس تھیں، اس سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگیں۔ امریکی بزنس کا سب سے بڑا اصول اور اخلاق (Ethic) مقصد براری ہے۔ ضرورت پڑنے پر گدھے کو باپ بنا کر سر پر سوار کر لینے کا محاورہ شاید سب سے زیادہ انہیں پر صادق آتا ہو۔ چنانچہ فوری طور پر ان کی نظریں اپنے سب سے بڑے تجارتی دشمن جاپان پر پڑیں کہ اسی سے کچھ فیض پانے کی امید تھی۔ نتیجتاً امریکی اور جاپانی موٹر ساز کمپنیوں کے آپس میں معاہدے ہوئے۔ جاپانیوں نے اپنی ٹیکنالوجی امریکیوں کے سپرد کر دی اور امریکیوں نے اپنی سرزمین ان کے لئے وا کر دی۔ اس طرح یہ قدیمی حریف ایک دوسرے کے حلیف بن گئے۔ خدا جانے درونِ خانہ اور پس پردہ دونوں ممالک کس گھات میں تھے، مگر انجام کار اس پیوند کاری نے اچھے نتائج پیدا کئے۔ خصوصیت سے امریکی صنعت کو بہت فائدہ پہنچا۔

امریکہ کی جنرل موٹرز نے جاپانی ٹویوٹا، سوزوکی اور اسوزو سے اتحاد کر لیا۔ فورڈ نے نسان اور مزدا سے راہ و رسم بڑھا لئے اور کرائسلر زیادہ تر متسوبشی کی مرہون منت ہو گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر امریکی کاروں (خصوصاً نئے ماڈلز کی چھوٹی کاروں) میں جاپانی انجن، ٹرانسمیشن اور دوسرے بنیادی مرکزی پرزے استعمال ہونے لگے۔ بلکہ کرائسلر کی کئی کاروں پر یہ تختی بھی کندہ دکھائی دیتی ہے۔ "جاپان سے درآمد شدہ "Imported from Japan" اور جنرل موٹرز کی ایک پوری کی پوری کمپنی صرف سرقہ اور چربہ کاریں بناتی ہے۔ اس کا نام "جیو" "GEO" ہے۔ جو صحیح معنوں میں "جیو اور جینے دو" کے اصول پر کام کرتی ہے۔ اس کی سب سے مشہور اور بے حد مقبول کار جیو پرزم GEO PRIZM، ٹویوٹا کرولا کا چربہ ہے۔ ٹویوٹا والے اسے تیار کرتے ہیں اور جنرل موٹرز والے اس کا تھوڑا بہت ناک نقشہ بگاڑ یا سنوار کر اس کے "جینے" کا سامان مہیا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سوزوکی کی مشہور کار SWIFT اور جیپ جو اکثر پاکستان میں دکھائی دیتی ہیں۔ GEM METRO اور GEO TRACKER کے نام سے امریکی سڑکوں پر "جی" رہی ہیں۔

اس اتحاد و اشتراک سے صحیح معنوں میں امریکیوں نے فائدہ اٹھایا اور نہ صرف جدید ٹیکنالوجی میں جاپانیوں سے بہت کچھ سیکھا اور اپنی مصنوعات کا معیار بڑھایا (ایک رپورٹ کے مطابق 1990ء کی دھائی میں بننے والی امریکی کاریں 18 فیصد بہتر معیاری ہیں۔ جبکہ جاپانی کاریں اسی قدر کم معیاری ہو گئی ہیں اور دونوں ملکوں کی اکثر مصنوعات برابری کے سکیل میں آگئی ہیں) بلکہ کئی لحاظ سے امریکی انہیں پیچھے بھی چھوڑ گئے۔ کم از کم بزنس کی چلت بازیوں اور سودا کاری کی ہیرا پھیروں میں تو ان سے بہت آگے نکل گئے۔ ایک حالیہ اخباری رپورٹ کی سرخی ملاحظہ فرمائیں۔

"محنت جاپانی کریں۔ منافع امریکی کمائیں"

اس خبر میں بتایا گیا ہے کہ سال گزشتہ میں جاپانی کمپنی متسو بشی 'Mitsubishi' جو صحیح معنوں میں سوئی کے ناکے سے اونٹ نہیں بلکہ جہاز نکالتی ہے (یعنی سوئی سے لے کر بحری جہاز بنانے تک شاید ہی کوئی صنعت ہو، جس میں اس کا عمل دخل نہ ہو) 176 بلین ڈالر کا بزنس کر کے تمام دنیا میں سرفہرست رہی مگر اس کا منافع صرف 250 ملین ڈالر تھا، جو اس سے دس گناہ چھوٹی امریکی کمپنیاں ایک سہ ماہی میں بنا لیتی ہیں۔

اقتصادیات کے اس رجحان کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ "ورلڈ اکنامک فورم" کے ایک حالیہ سروے کے مطابق امریکی اکانومی پچھلے دو سال سے دنیا بھر میں اول نمبر پر اور "Most Competative" ہے۔ جاپان نو سال اس اعزاز کو قائم رکھنے کے بعد گزشتہ سال تیسرے نمبر پر اور امسال چوتھے نمبر پر آگیا ہے۔ اسی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ نو سال پہلے امریکہ میں مزدوری کی اجرتیں، جرمنی کی نسبت 35 فیصد زیادہ تھیں، جبکہ 1994ء میں یہاں کی اوسط لیبر کاسٹ Labour Cost یورپ سے 2.20 ڈالر فی گھنٹہ کم ہو گئی ہے۔

قارئین کی دلچسپی کی خاطر دس بڑے صنعتی ملکوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

1۔ امریکہ ۔2۔ سنگاپور ۔3۔ ہانگ کانگ ۔4۔ جاپان ۔5۔ سوئٹزر لینڈ ۔6۔ جرمنی ۔7۔ نیدرلینڈ (ہالینڈ) 8۔ نیوزی لینڈ ۔9۔ ڈنمارک اور 10۔ ناروے۔

اب آئیے کچھ باتیں کرائسلر اور اس کے ان دو وڈیروں کی ہو جائیں۔ جو پوری کمپنی ہڑپ کرنے کے لئے دانت تیز کر رہے تھے۔

کرائسلر Chrysler کمپنی نے اگرچہ بعض بڑی مقبول عام پراڈکٹس پیش کی ہیں، مگر مجموعی طور پر اس کا معیار تیسرے درجے ہی کا رہا ہے۔ ابھی حالیہ دو دھائیوں میں اس کمپنی پر دو ایسے کڑے وقت آئے۔ جب اس پر بالکل نزع کا عالم

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طاری ہوگیا۔ 80-1979ء میں کمپنی کو ایک بلین ڈالر خسارہ برداشت کرنا پڑا اور وہ تقریباً جاں بلب ہو گئی مگر قبل اس کے کہ قانونی طور پر دیوالیہ پن کا اعلان کرتی، اس کی باگ ڈور فورڈ کمپنی کے سابق صدر مشہور زمانہ "لی آئیکو کا Lee Iacocca کو سونپ دی گئی۔ آئیکو کا کی بے نظیر قیادت اور خداداد صلاحیتوں نے کمپنی کو موت کے منہ سے نکال لیا۔ انہوں نے بڑے جاندار طریقے پر اندرون و بیرون خانہ مذاکرات شروع کئے۔ اپنے ورکرز سے بہت سی رعائتیں حاصل کیں اور حکومت سے ایک اعشاریہ دو بلین ڈالر کا قرضہ بھی بٹور لیا۔ 1982ء میں صرف اڑھائی سال کے اندر اندر کمپنی کو منافع میں لے آئے اور قرض کی رقم بھی اپنی مدت سے پہلے اتار دی۔ اسی کی دھائی کے آخری سالوں اور 1990ء کے شروع میں کمپنی ایک پھر قریب المرگ ہو گئی۔ اس وقت پھر آئیکو کا کی ذہانت اور پیشہ وارنہ مہارت کام آئی اور ان کے مشکل فلمی دنیا کے بادشاہ گر کرک کرکورئین صاحب بن گئے۔ جن کی ذاتی کمپنی "ٹرایسنڈا" نے دسمبر 1990ء میں 12.37 ڈالر فی کس کے حساب سے 22 ملین حصص خرید لئے۔ بعد ازاں ان کے ٹوٹل شیئرز کی تعداد 36 ملین ہو گئی۔ جو انہوں نے 676 ملین ڈالرز میں خریدے تھے اور جس روز انہوں نے کمپنی خریدنے کا اعلان کیا۔ ان کی مالیت 7/8-47% کے حساب سے بڑھ کر 1.4 بلین تک پہنچ گئی۔

1994ء میں کرائسلر نے 2.76 بلین کار، وین اور ٹرک تیار کئے۔ جو شمالی امریکہ کی موٹر مصنوعات کا 14.7 فیصد ہیں۔ اس سال ان کے ملک میں پانچ ہزار سے زائد ڈیلرز اور ایک لاکھ اکیس ہزار ورکرز تھے اور منافع 3.71 بلین ڈالر تھا۔ یہ کرائسلر کی تاریخ کا سب سے بڑا منافع تھا۔ جو 1993ء کے مقابل پر 54% زیادہ تھا۔ اور ٹوٹل ریونیو 52.22 بلین ڈالر تھا۔

ایسی منافع بخش اور روبہ ترقی کمپنی پر اس کے سب سے بڑے شیئرز ہولڈر (10%) مسٹر کرکورئین کی رال کیوں نہ ٹپکتی۔ چنانچہ انہوں نے خفیہ طور پر کمپنی کے سابق صدر لی آئیکو کا۔ جن کے ذاتی حصص پچاس ملین ڈالر سے زائد ہیں۔ کے ساتھ سازباز کی اور 55 ڈالر فی شیئر کے حساب سے 22.8 بلین ڈالر میں کمپنی خریدنے کا اعلان کر دیا۔ ان کی پیشکش بڑی پیچیدہ تھی اور ماہرین کی پیشگوئی یہی تھی کی یہ بیل منڈھے چڑھتی دکھائی نہیں دیتی۔ دوسری طرف کرائسلر کے موجودہ چیئرمین MR.EATON اور بورڈ آف ڈائرکٹرز نے بھی شدید ردعمل اور مخالفت کا اظہار کیا کہ کرائسلر "بکاؤ مال" نہیں ہے۔ مگر اس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ سٹاک مارکیٹ میں کرائسلر کے حصص کی قیمت تقریباً ڈیوڑھی ہو گئی۔ یہ اضافہ اگرچہ بعد ازاں قائم نہ رہا، مگر کمپنی کو شیئرز ہولڈرز کے ڈیویڈنڈ Dividend بڑھانے پر مجبور ہونا پڑا۔ تاہم کمپنی نے مسٹر کرکورئین کو مزید حصص فروخت کرنے پر پابندی لگادی۔

بعد المشرقین طبائع، مشترک قدریں

اس زلزلہ خیز روداد میں ان دو جواں ہمت بڈھوں نے کیا کھویا، کیا پایا۔ یہ تفصیلی بحث ہے۔ جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ آخر میں ان کے ذاتی کردار اور شخصی کامیابیوں کا مختصر سا ذکر ہو جائے۔ جو بذات خود بڑا سبق آموز اور دلچسپ موضوع ہے۔

ستتر سالہ کرکورئین کی جواں سالیاں

آرمینیا کے غریب مہاجر کسان کے اس لڑکے کی عملی زندگی کا آغاز اس سادگی اور بے کسی سے ہوا کہ غریب ہائی سکول تک اپنی تعلیم بھی مکمل نہ کر سکا۔ جنگ عظیم دوم میں کارگو پائلٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں انہیں ٹوٹے پھوٹے جہازوں کو خرید لیا۔ اور مرمت کر کے لاس اینجلز/ ہالی وڈ اور لاس ویگاس کے جوا خانوں کے درمیان ٹیکسی سروس شروع کر دی۔ 1966ء میں مسٹر کرکورئین نے وہ ایئر لائن کمپنی 106 ملین ڈالر میں فروخت کر دی۔ اور لاس ویگاس (جو دنیا بھر میں سب سے بڑا جوا خانوں کا شہر ہے) میں ہوٹلز، کیسنوز اور سٹوڈیوز تعمیر کرنے، خریدتے اور بیچنے شروع کر دیئے۔ 1968ء میں 1568 کمروں پر مشتمل اس زمانے میں دنیا کا سب سے بڑا ہوٹل انٹرنیشنل تعمیر کیا۔ 1969ء میں MGM سٹوڈیوز، یونائیٹڈ آرٹسٹس، میٹرو گولڈ میئر اور کولمبیا پکچرز سٹوڈیوز خریدے۔ 1986ء میں انہیں 1.5 بلین ڈالر کی خطیر رقم سے بیچ دیا۔ اور پھر دوبارہ 800 ملین ڈالر سے خرید لیا اور سہ بارہ 1.3 بلین ڈالر میں بیچ دیا۔ 1993ء میں 5005 کمروں پر مشتمل گرینڈ ایم جی ایم Grand Mgm ہوٹل/ کیسنو کا افتتاح کیا۔ جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا ہوٹل اور قمار خانہ ہے۔

فاربز Forbes میگزین کے مطابق مسٹر کرکورئین کا شمار 2.5 بلین ڈالر کے ساتھ امریکہ کے 23 ویں امیر ترین ارب پتی کے طور پر ہوتا ہے۔

بزنس کے میدان میں انتہائی شاطر اور کامیاب ہونے کے باوجود کرکورئین کا مزاج نہایت سادہ اور دھیما ہے۔ نمود و نمائش سے قطعاً مبرا، کام میں مگن اور محنت سے لگن، ان کا شعار ہے۔

ستر سالہ آئیکو کا کی خوش خیالیاں

مسٹر کرک کرکورئین کے برعکس مسٹر لی آئیکو کا کی طبیعت میں انتہائی نمود و نمائش، شیخی اور شوخی پائی جاتی ہے۔ ایک معمولی ریستوران کے مالک کے بیٹے اس اطالوی نژاد نوجوان کی ابتدا بھی انتہائی عاجزانہ اور محنت طلب کام سے ہوئی۔ انہوں نے 1946ء میں فورڈ موٹر کمپنی میں ایک انجینئرنگ متعلم کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ جس کی 1956ء میں ماہوار تنخواہ 56 ڈالر ہوا کرتی تھی۔ -196ء میں انہیں کمپنی کے ایک ڈویژن کا جنرل مینجر بنا دیا گیا۔ جہاں سے ترقی کرتے کرتے 1970ء میں پوری کمپنی کے پریذیڈنٹ بن گئے۔ 1978ء میں انہیں ہنری فورڈ ثانی نے کمپنی سے علیحدہ کر دیا۔ 1979ء سے 1992ء تک وہ کرائسلر کی مردہ رگوں میں اپنی جواں ہمتیوں اور جاں گسل محنتوں کا عرق نچوڑتے رہے۔

آئیکو کا مزاج بڑا جاندار۔ چلبلا اور انوکھا ہے۔ ہر وقت اپنے آپ کو منظر عام پر رکھنا ان کا شیوہ ہے۔ 92-1988ء میں یہ افواہیں بھی بڑی گرم تھیں کہ آئیکو کا "صاحب" ملک کا صدارتی انتخاب بھی لڑیں گے۔ ان سے بہتر شخصیت اور کوئی نہیں۔ یہ صاحب ٹی وی کے اشتہارات میں بھی در آنے سے نہیں چوکتے۔ چنانچہ ایک کمرشل میں بڑے جارحانہ انداز میں فرماتے ہیں:

Lead follow or Get out of the way

کہ "اگر ہمت ہے تو رہنما بنو" نہیں تو پیروی کرو اور اگر اس قابل بھی نہیں ہو تو پرے ہٹ جاؤ۔ راستہ نہ روکو۔"

1992ء میں انہوں نے کرائسلر سے ریٹائرمنٹ قبول کر لی اور اپنی پسند سے جنرل موٹرز کمپنی کے یورپ ڈویژن کے سربراہ ایک نسبتاً غیر معروف شخص مسٹر EATON کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ خدا جانے مسٹر عیطان نے کمپنی کی ترقی کے لئے خاموشی سے کوئی قابل قدر کوشش کی یا صرف آئیکو کا کی محنتوں کا پھل کھایا۔ بہرحال دو سال میں کمپنی اپنی ساکھ اور ترقی میں انتہائی بلندیوں کو چھونے لگی۔ جس کا آئیکو کا کو بڑا صدمہ ہے۔ اور وہ اب مسٹر عیطان اور کرائسلر کے بورڈ آف ڈائرکٹرز پر تنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ کہتے ہیں "رسی جلے پر بل نہ جائے" کچھ دکھ انہیں یہ بھی ہے کہ اب وہ شان و شوکت۔ کروفر اور گلیمر نہیں رہا۔ کہاں وہ ذاتی جیٹ جہازوں کے مزے اور ان کی فون کال پر صدر مملکت کا فوری جواب دینا اور کہاں یہ کسمپرسی کا عالم کہ تیسری بیوی بھی چھوڑ کر بھاگ گئی۔ شائد اسی غم و غیظ میں اس دانا بڈھے کی عقل سٹھیا گئی اور وہ ایک دوسرے "سترے بہترے" بڈھے کا ساتھ دے بیٹھے۔ نتیجتاً کرائسلر کے موجودہ چیئرمین مسٹر عیطان اور بورڈ آف ڈائریکٹرز سے ان کی معمولی ان بن اور ذاتی پرخاش کمپنی سے غداری میں شمار ہونے لگی۔ اور بورڈ نے فیصلہ کیا کہ کرائسلر کے ہیڈ کوارٹرز کے سامنے بابائے صنعت کی حیثیت سے مسٹرلی آئیکو کا کا جو مجسمہ نصب کیا جانا تھا، اسے کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔

مجسمہ تو نصب نہ ہوا، مگر ان کے لوح مزار پر شاید اس مضمون کی کوئی عمارت کندہ کر دی جائے

گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا، کچھ لوگ پہچانے گئے

ویسے کیا ہی خوب ہو اگر کرائسلر کمپنی اس خوبصورت اور ذو معنی شعر کا ایک مصرعہ اپنی طرف منسوب کر لے اور دوسرا آئیکو کا کی نذر کر دے۔

تحریک جدید

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اس عظیم الشان تحریک جدید کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ سب سے پہلے یہ واضح فرمایا کہ یہ تحریک منجانب اللہ تحریک ہے۔ فرمایا

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جو خدا نے جاری کی میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

یادرکھو کہ انسان کی ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ ان تمام دقیق در دقیق خدا کے کاموں کو دریافت کر سکے بلکہ خدا کے کام عقل اور فہم اور قیاس سے برتر ہیں۔ اور انسان کو صرف اپنے اس قدر علم پر مغرور نہیں ہونا چاہئے کہ اس کو کسی حد تک سلسلہ علل و معلولات کا معلوم ہو گیا ہے۔ کیونکہ انسان کا وہ نہایت ہی محدود ہے۔ جیسا کہ سمندر کے ایک قطرہ میں سے کروڑم حصہ قطرہ کا۔ اور حق بات یہ ہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود ناپیدا کنار ہے ایسا ہی اس کے کام بھی ناپیدا کنار ہیں۔ اور اس کے ہر ایک کام کی اصلیت تک پہنچنا انسانی طاقت سے برتر اور بلند تر ہے۔ ہاں ہم اس کی صفات قدیمہ پر نظر کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطل نہیں رہتیں اس لئے خدا تعالیٰ کی مخلوق پہ قدامت نوعی پائی جاتی ہے۔ یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدیم سے موجود چلی آئی ہے۔ مگر شخصی قدامت مائل ہے۔ اور باوجود اس کے خدا کی صفت افناء اور اہلاک بھی ہمیشہ اپنا کام کرتی چلی آتی ہے وہ بھی کبھی معطل نہیں ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چیچن مجاہدین کی کارروائیاں

شاید روس کا یہ خیال تھا کہ چیچن حریت پسندوں کے تاریخ ساز رہنما جوہر داؤد ایوف کی شہادت کے بعد چیچن مجاہدین کا عزم ڈگمگا جائے گا اور ان کی فوجی کارروائیوں میں کمی آجائے گی۔ لیکن جوہر داؤد شہید کی شہادت کے بعد بھی پرعزم مجاہدین کی کارروائیاں جاری ہیں۔ نئے لیڈر سلیم خان کی شہادت کے بارے میں بھی افواہ پھیلائی گئی لیکن وہ غلط ثابت ہوئی۔ اس کا مقصد چیچنوں پر نفسیاتی دباؤ بڑھا کر ان کا حوصلہ پست کرنا ہے تاہم ابھی تک چیچن مجاہدین نے عزم ہمت کے شاندار مظاہرے کئے ہیں اور یہ نظر نہیں آتا کہ ایسے حربوں سے ان کو ناکام کیا جاسکتا ہے۔

چیچن مجاہدین کی سرگرمیاں بڑھنے کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ان مجاہدین نے گزشتہ روز روس سے الگ ہونے والی جمہوریہ چیچنیا کے مشرقی علاقے کے ایک گاؤں میں روس کا ایک جنگی طیارہ مار گرایا۔ طیارے میں سوار عملہ بھی ہلاک ہوگیا۔ سکوہی 25 فائٹر جیٹ طیارے کو مارٹپ نامی گاؤں میں گرایا گیا۔ انٹر فیکس نیوز ایجنسی کے مطابق روسی فضائیہ نے طیارہ کو مار گرائے جانے کی تصدیق کردی ہے۔ دریں اثناء چیچنیا میں روس کی وزارت دفاع کی فوج کے کمانڈر دلادی میرشی نوف نے کہا ہے کہ روسی فوج جمہوریہ کے قصبے شالی پر جلد ہی حملہ کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ خصوصی آپریشن پیر کی صبح کو ہوگا۔ جمعہ کے روز روسی افواج نے چیچن افراد کو الٹی میٹم دیا تھا کہ وہ اپنے ہتھیار پھینک دیں اور قصبے سے چلے جائیں۔ شالی چیچن جمہوریہ کا تیسرا بڑا قصبہ ہے جس کی آبادی تقریباً 30 ہزار ہے۔

OOO

بیلاروس واپس روس کی طرف

سابق سوویت یونین کی ایک ریاست بیلاروس نے موجودہ روس یعنی رشین فیڈریشن کے ساتھ انضمام کے متنازعہ معاہدے کی غالب اکثریت سے توثیق کر دی ہے۔ تین کے مقابلے میں 166 ووٹوں سے قانون ساز ادارے نے اس معاہدے کے حق میں رائے دی ہے۔ اس معاہدے کا مقصد دونوں ملکوں کا انضمام تو نہیں ہے لیکن یہ مکمل انضمام سے پہلے کا مرحلہ سمجھا جارہا ہے۔ روس اور بیلاروس نے مل کر یہ کوشش کی تھی کہ سابق سوویت یونین کی اور بعض آزاد شدہ ریاستیں بھی اس معاہدے میں شامل ہو جائیں اور ماضی کے سوویت یونین کو پھر سے زندہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن نو آزاد مسلمان ریاستوں آذربائی جان' ازبکستان' کرغیزستان' تاتارستان وغیرہ نے اس کی سختی سے مخالفت کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان مسلمان ریاستوں کو روس کے اشتراکی استعمار نے زبردستی اپنے ساتھ شامل کیا تھا۔ اور یہ ریاستیں آزادی کے بعد پھر روس کی غلامی قبول کرنے پر کبھی بھی آمادہ نہیں ہوں گی۔ ان ریاستوں کا نو آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ کے ساتھ بھی زیادہ گرمجوش تعاون نہیں ہے اور یہ ہمسایہ مسلمان ملکوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ رابطے اور سمجھوتے پیدا کرکے اپنی آزادی اور خود مختاری کو مزید مستحکم کر رہے ہیں۔

OOO

سابق سوویت ریاستیں اور نیٹو

نیٹو NATO اس وقت یورپ کے ترقی یافتہ ممالک کی زبردست اور طاقتور دفاعی تنظیم ہے۔ جب تک سوویت یونین موجود تھا اور مشرقی یورپ میں کمیونسٹ ممالک بھی موجود تھے تو نیٹو کے مقابلے میں وارسا پیکٹ کے نام سے ایک جوابی دفاعی تنظیم قائم تھی لیکن کمیونزم کا تختہ الٹنے کے بعد وارسا پیکٹ نامی یہ تنظیم بھی ختم ہو گئی کمیونسٹ ممالک بھی ختم ہوگئے۔ اس کے بعد سابق کمیونسٹ ممالک نے نیٹو میں شامل ہونے کی کوشش کی ان میں روس بھی شامل تھا۔ لیکن نیٹو کے کارپردازوں نے روس کو باوجود اس کی شدید کوشش کے نیٹو میں شامل نہ ہونے دیا۔ لیکن روس کو چھوڑ کر سابق سوویت یونین کی باقی ریاستوں میں سے پولینڈ اور ہنگری نیٹو میں شامل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ روس کو اس پر غصہ تھا اس کا مطلب تھا کہ روس کے ساتھی ایک ایک کرکے اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے اگرچہ بظاہر روس اب مغرب کا مخالف نہیں رہا ہے لیکن زیر زمین جو تعلقات میں کھینچاؤ ہوتے ہیں وہ محسوس کرلئے جاتے ہیں۔

اب سوویت یونین کی سابق بالٹک ریاستوں نے بھی نیٹو میں شمولیت کا عندیہ ظاہر کیا ہے اس پر روس نے احتجاج کیا ہے اور روس کے وزیراعظم مسٹر چرنومردین نے بالٹک ریاستوں (لٹویا' استھونیا اور لتھوانیا) کو خبردار کیا ہے کہ اگر انہوں نے نیٹو میں شمولیت کی تو ان کے روس سے تعلقات بگڑ جائیں گے۔ ان ریاستوں کا آج بھی روس پر بہت انحصار ہے۔ کیونکہ یہ ریاستیں

باقی صفحہ 7 پر

یاد رفتگان

محترم مولوی بشیر احمد صاحب

فضل احمد شاہد مربی سلسلہ

میرے پیارے اور محسن ماموں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل راجوروی 4۔ اپریل 1996ء کو راولپنڈی میں وفات پاگئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

موصوف کی عمر قریباً 79 سال تھی۔ وہ چارکوٹ مقبوضہ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ پارٹیشن سے کچھ سال قبل قادیان مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پائی اور مولوی فاضل کیا۔ ہندوپاک کی تقسیم کی وجہ سے وہ 1947ء میں نقل مکانی کرکے پاکستان آگئے اور چک جمال ضلع جہلم میں رہائش اختیار کی۔ وہ آرڈیننس کالاڈپو میں بطور کلرک بھرتی ہوئے اور بڑی محنت اور فرض شناسی سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد چکرال ضلع چکوال میں رہائش رکھی اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ آخری بیماری میں اپنے بچوں کے پاس راولپنڈی تشریف لے گئے اور پھر وہاں ہی وفات پائی۔ بوجہ موصی ہونے کے انہیں ربوہ لایا گیا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

میرے پیارے ماموں جان بہت سی خوبیوں کے مالک تھے جن کی ایک اجمالی جھلک پیش ہے۔

موصوف احمدیت سے گہری محبت رکھنے والے تھے۔ وہ ہمیشہ جماعت کے سالانہ جلسوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے اور ہمراہ بچوں کو بھی لاتے۔ اسی شوق کو لئے وہ ایک بار لندن کے جلسہ میں بھی تشریف لے گئے۔

چک جمال میں ان کا گھرانہ تنہا احمدی تھا۔ 1953ء اور 1974ء کے ہنگاموں میں اور دوسرے مواقع پر بھی اس گھرانہ کو مخالفت کا نشانہ بنایا گیا اور شرپسندوں نے کئی قسم کی شرارتیں کیں مگر ماموں جان نے نہایت دلیری کے ساتھ مخالفانہ حالات کا مقابلہ کیا۔

موصوف کا مرکز سے گہرا رابطہ رہتا۔ الفضل جماعتی رسائل مرکز سے آمدہ ڈاک آتی رہتی تھی جو ان کی احمدیت سے وابستگی کی ایک زندہ علامت ہے۔

وہ خود نظام وصیت میں شامل تھے۔ انہوں نے اس نظام کے تقاضوں کو بھی احسن انداز میں نبھایا جماعتی چندوں میں خود بھی باقاعدگی سے شمولیت کی اور اپنی اولاد کو بھی اس راہ پر ڈالا۔

1965ء میں قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کی وفات کے موقع پر چک جمال میں ان کے گھرانے میں ایک کہرام مچا ہوا تھا اور جب قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا انتخاب ہوا تو گھرانے کے سب افراد پر تسکین تھی۔ ماموں جان نے اس موقع پر یہ بھی کہا کہ انتخاب کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے چہرے کی ایک خاص شان نظر آتی تھی۔

ماموں جان کا گھرانہ چک جمال میں عبادت کا سنٹر بھی تھا یہاں تربیتی درس بھی ہوتے دیگر دینی تقریبات بھی منائی جاتیں مرکزی وفود بھی آتے جن کی مہمان نوازی ماموں جان نہایت شوق سے فرماتے۔

ماموں جان نے اپنے مختصر گھرانہ میں دفتر جانے سے قبل تربیتی کلاس کا بھی انتظام کیا ہوتا جس میں وہ بچوں کو کلام الٰہی سکھاتے۔

میرے ماموں جان کو اردو۔ انگریزی پر خاصا عبور حاصل تھا جن کے پاس بھی ان کے خطوط گئے وہ ان کی اعلیٰ اردو دانی کے قائل ہوئے۔ انہوں نے متعدد مذہبی اور دیگر کتابوں پر مشتمل ایک لائبریری یادگار چھوڑی جس میں بعض ضخیم اور قیمتی کتب موجود ہیں آخری عمر کی ان کی ڈائریوں سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حضرت بانی سلسلہ کی کتب کے عاشق تھے اور ایک خاص پروگرام کے مطابق ان کا مطالعہ کرتے تھے۔

میرے ماموں جان میرے محسن تھے 1965ء کی جنگ میں ہم لوگ مقبوضہ کشمیر تھے جب انہیں پتہ لگا کہ کشمیر کے لوگ نقل مکانی کر رہے ہیں تو انہوں نے دو دفعہ بے قراری کے عالم میں ہمشیرہ اور ان کے بچوں کا۔ یعنی ہمارا پتہ کرنے کے لئے کوٹلی آزاد کشمیر کا چکر لگایا۔ دوسری مرتبہ وہ ہماری تلاش میں کامیاب ہوگئے۔ انہیں ہمارے ساتھ تکلیف کی حالت میں زمین پر سونا پڑا۔ صبح ہوتے ہی وہ ہمیں کوٹلی سے اپنے مستقر چک جمال ضلع جہلم لے آئے۔ چک جمال میں ہم ان کے مکان پر قریباً ساڑھے تین سال رہے اور پھر ہم نے اپنی مرضی سے یہ مکان چھوڑا۔ انہوں نے آتے ہی ہمیں سکول داخل کرایا۔ وہ ہمیں ہر روز کلام الٰہی کا ترجمہ یا ناظرہ سکھاتے۔ میرے ابا جان کو آپ پاکستان چپ بورڈ فیکٹری میں لے گئے اور ابا جان ان کی کوشش سے وہاں کام پر لگے۔ قیام چک جمال کے دوران انہوں نے ہماری ضروریات کا بھی خیال رکھا۔ وہ ہم سب کو عید کے موقع پر کھانا کھلاتے۔ وہ میٹھی میٹھی اشیاء ہمیں ہمیشہ یاد رہیں گی۔

ماموں جان اپنی اعلیٰ علمی صلاحیتوں اور حسن اخلاق کی وجہ سے سارے گاؤں میں مشہور تھے اور غیر از جماعت لوگ عقیدہ کے اختلاف کے باوجود موصوف کا بے حد احترام کرتے۔

موصوف کے وسائل ابتداء میں زیادہ نہ تھے مگر انہوں نے اس کے باوجود اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دلائی۔ انہوں نے اپنے بڑے بیٹے مکرم مبشر احمد صاحب کو ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راجشاہی بھجوایا اُس وقت بنگلہ دیش مشرقی پاکستان کہلاتا تھا۔ چنانچہ ماموں جان کی محنتوں اور دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ ان کے بیٹے ڈاکٹر مبشر احمد صاحب مرزا ہماری برادری کے مشہور ڈاکٹر ہیں۔ ماموں جان کے ایک غیر احمدی پڑوسی کو میں نے بارہا یہ کہتے سنا کہ مولوی صاحب نے اپنے بچوں کو پڑھا دیا ہے۔ یعنی اچھی تعلیم دلائی ہے۔

ماموں جان کو اپنے وطن سے محبت تھی انہوں نے 47ء میں اپنے آبائی وطن کشمیر کو چھوڑا۔ مگر آخر تک وطن کی یادوں کے تذکرے نہایت محبت سے کرتے رہے۔ انہیں پاکستان سے بھی محبت تھی وہ 1965ء کی جنگ میں پاکستانی افواج کی کامیابیوں کا تذکرہ نہایت محبت سے کرتے۔

ماموں جان اپنی عمر کے آخری سالوں میں ربوہ آئے اور مجھے یہ کہا کہ مجھے بزرگوں سے ملاؤ۔ میں نے مولانا سلطان محمود انور صاحب اور مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد سے ان کی ملاقات کرائی سفید ریش والے بزرگ ماموں جان' طفل مکتب کی طرح ان بزرگوں سے یہ عرض کرتے کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔

ناظر صاحب اصلاح و ارشاد نے تو یہ کہا کہ ایسے بزرگوں کی نصائح کے ہم خود محتاج ہیں۔ ناظر صاحب نے انہیں استغفار بہت کرنے کی تلقین کی۔ اس نصیحت کو انہوں نے ایک انمول موتی کی طرح قیمتی سمجھ کر قبول کیا۔

موصوف اپنی بیماری کے آخری ایام میں کمپلیکس راولپنڈی میں تھے شدید بیماری کے باوجود وہ صاف مٹی پر تیمم کر کے عبادت کرتے۔ متعدد بیماریوں سے نڈھال ہونے کی باوجود ان میں مزاح بھی تھا جس سے تیمار دار خوش ہوتے۔ اس عالم میں بھی وہ اردو۔ اور فارسی کے شعر پڑھتے۔ بیماری میں شعروں کے ذریعہ اپنا حوصلہ بھی بلند رکھا اور دوسروں کا بھی۔

موصوف کی رحلت ہمارے لئے ایک عظیم سانحہ ہے اس لئے راقم سطور ہذا نہایت ادب سے جملہ احباب جماعت کی خدمت میں اپیل کرتا ہے کہ دعا کریں خدا تعالیٰ موصوف کو جنت میں بلند مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

بقیہ صفحہ 5

اور دعائیں کریں۔ پھر مجھ سے مل کر بھی آپ نے یہی فرمایا۔ گھبراہٹ کے عالم میں میں نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ متواتر صدقات دیئے۔ اور اسی لحہ شدت گھبراہٹ میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے پاس بھی پہنچی اور آپ سے دعا کی درخواست حضرت آپا صاحبہ' کی اس خواب کے حوالہ سے کی۔ ان دنوں عمویم حضرت سید عبدالرزاق شاہ صاحب (-) پر گئے ہوئے تھے۔ اور دوسرے چچا حضرت بڑے ابا جان' (حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ

صاحب) شدید بیمار تھے۔ میرا وہم ان دونوں کے لئے شدت اختیار کر گیا۔ دونوں کے لئے دعائیں کرتی اور کرواتی رہی۔ لیکن آخر! وہ اشارہ جو حضرت سیدہ موصوفہ کو ہو چکا تھا پورا ہوا۔ دونوں دفعہ ہی ان حادثوں کی اطلاع جن کا تعلق میری ذات سے ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس مقرب شخصیت کو دے کر میرے لئے دعائیں کروائیں اور مجھے بھی قبل از وقت اس آزمائش کے لئے دعا و صدقات و صبر کے لئے ایک طرح سے تیار کروایا گیا۔

یہ اس گہرے روحانی تعلق پر دلیل ہے جو حضرت سیدہ موصوفہ کو ہم سے ہے۔ بعض شدید پریشانیوں میں جب کبھی خاکسار اور میری بہن گھبرا کر آپ کے پاس دعا کی درخواست کرنے کے لئے گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ہم پر فضل کئے ہیں۔ آپ کے پاس دعا کی درخواست کرتے ہی ہمیں یہ لگتا ہے کہ اب تمام بوجھ ہلکے ہو گئے۔ اور پھر بفضلہ تعالیٰ یقین کامل ہو جاتا ہے کہ آپ کی دعا ضرور قبول ہو گی اور پھر معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں ان دعاؤں کو قبول فرمایا جو ہمارے ازدیاد ایمان کا موجب بنیں (-)

(-) خدا کرے! ہم میں وہ تمام تر صلاحتیں پیدا ہو جائیں جو ان اہم و مقرب وجودوں کی دعا و توجہ کو ہمارے لئے مختص کر دیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو ان دنوں خصوصیت سے ان تعویذوں کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں اور خود بھی ان عظیم شخصیتوں سے جو کہ ہمارے لئے سراسر انعام ہیں آپ کی دعاؤں سے فیض اٹھانا چاہئے۔ اور اس سنہری موقع کو کسی عنوان ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔

بقیہ صفحہ 6

بالکل مختصر سے علاقے اور آبادی پر مشتمل ہیں۔ لیکن سب سے پہلے روس سے علیحدہ ہونے والی یہی ریاستیں تھی۔ اب نیٹو میں شمولیت بھی بہت سے فوائد کی حامل ہے اور روس سے ناراضگی سے بھی بہت سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ لیکن قرائن یہی کہتے ہیں کہ بالٹک ریاستیں روس کی دھمکی کا نقصان برداشت کرنے کو ترجیح دیں گی اور نیٹو میں شمولیت سے پیچھے نہیں ہٹیں گی۔

○○○

بقیہ صفحہ 1

سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک نوکر اپنے فرائض منصبی میں سستی کر کے تنخواہ پا سکتا ہے۔ ایک اہل حرفہ دھوکہ دے کر قیمت وصول کر سکتا ہے۔ ایک شخص دوست کو دھوکہ دے کر آؤ بھگت کرا سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے۔ لیکن آخرت پر ایمان ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر ان اعمال کی جواب دہی کرنا ہے تو ایسا عاقبت اندیش بدی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔

(خطبات نور جلد دوم ص 156-155)

ربوہ اڈہ پر حادثہ اور اہل ربوہ کی خدمات

مورخہ یکم مئی بروز بدھ قریباً ساڑھے تین بجے سہ پہر ربوہ لاری اڈہ کے قریب ایک فلائنگ کوچ اور ویگن کو زبردست حادثہ پیش آگیا۔ دونوں گاڑیوں کے ٹکرانے سے فلائنگ کوچ کا اگلا حصہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا اور کوچ میں سوار (24) چوبیس مسافر شدید زخمی ہو گئے۔

حادثہ کی اطلاع ملتے ہی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے نوجوان اور ربوہ پولیس کے افراد موقع پر پہنچ گئے اور تمام زخمیوں کو فضل عمر ہسپتال اور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی ایمبولینس اور دیگر رضاکار گاڑیوں کی مدد سے فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا۔

ہسپتال میں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر صاحب نے فوری طور پر دیگر ڈاکٹرز اور عملہ ہسپتال کو مدد کے لئے طلب کر لیا چنانچہ محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی زیر نگرانی ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف نے فوری طور پر تمام مریضوں کو طبی امداد بہم پہنچائی حادثہ میں بعض مریضوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ بعض مریضوں کے سر پر شدید چوٹیں آئی تھیں اور کئی مریضوں کے جسم پر جا بجا زخم تھے ضرورت کے مطابق کئی مریضوں کے ایکسرے اور دیگر ٹیسٹ بھی کئے گئے بعض مریضوں کو گلوکوز کی بوتلیں لگانا پڑیں حسب ضرورت فوری جراحی اور قریباً سب مریضوں کی مرہم پٹی کی گئی اور انہیں ادویات مہیا کی گئیں فضل عمر ہسپتال کی طرف سے یہ سب علاج خدا تعالیٰ کے فضل سے مفت کیا گیا زخمیوں کی دیکھ بھال اور فوری ضروریات پوری کرنے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے خدام نے روایتی جوش و جذبہ کا مظاہرہ کیا شدید گرمی میں مریضوں اور ان کے لواحقین کے لئے فوری طور پر ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا پھر خون کی ضرورت پوری کرنے کے لئے خدمت خلق مرکز عطیہ خون کے رضاکار خدام سرگرم عمل رہے مریضوں کا ان کے گھروں سے رابطہ کروانے اور ہسپتال سے فارغ ہونے والے مریضوں کی مدد کے لئے بھی ربوہ کے خدام کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقع پر شاندار خدمت کی توفیق حاصل ہوئی۔

(نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ ناصرہ مقصودہ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک سلیم اللہ صاحب دار الیمن شرقی دماغی توازن کی خرابی سے بیمار ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم محمد ارشد قریشی صاحب دار الرحمت وسطی ربوہ کو مورخہ 96-4-29 کو دل کا حملہ ہوا۔ تین دن C. C. U میں داخل رہ کر گھر آ گئے ہیں۔ ان کی کامل صحت کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب صدر محلہ دار الصدر غربی (ب) ربوہ لکھتے ہیں

محترمہ غلام جنت بی بی صاحبہ زوجہ امام بخش خان صاحب والدہ محترم ڈاکٹر فیض اللہ خان صاحب ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ بقضائے الٰہی مورخہ 17- اپریل 1996ء کو بعمر 90 سال وفات پا گئیں۔ آپ نہایت مخلص احمدی خاتون تھیں۔

ان کا جنازہ مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے "بیت المہدی" میں بعد ظہر پڑھایا۔ تدفین عام قبرستان میں ہوئی جس کے خاکسار نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

اعلان داخلہ

○ قائداعظم پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل کالج پاکستان انسی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز اسلام آباد نے مندرجہ ذیل کورسز میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔

FCPS پارٹ II Psychiatry)۔

میڈیکل Oncology

Chest Diseases۔ پلاسٹک سرجری۔

ORAL سرجری)

درخواست دہندہ کا BDs/MBBs ہونا لازمی ہے۔ درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 15- مئی 96ء ہے۔ مزید معلومات کے لئے نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ نمبر ضرور لکھا کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 7- مئی-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 22 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 39 درجے سنٹی گریڈ

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے خارجہ تعلقات کے چینی ادارہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی ہمارا حق ہے۔ پاکستان ایٹمی صلاحیتوں پر کوئی یکطرفہ یا امتیازی پابندی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پرتھوی اور اگنی میزائیلوں کے تجربے اور پاکستانی سرحدوں پر ان کی تنصیب سے صورت حال سنگین ہو گئی ہے۔ پاکستان اپنی سلامتی کو لاحق خطرات کو نظرانداز نہیں کر سکتا۔ ہم جنوبی ایشیا کو ایٹمی ہتھیاروں کے علاوہ اجتماعی ہلاکت کے تمام ہتھیاروں سے پاک رکھنا چاہتے ہیں۔ چین کے غیر لچکدار موقف کی تعریف کرتے ہیں۔ چین اور پاکستان کی تقدیر مستقل طور پر ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔

○ وفاقی کابینہ نے ڈاک کے نرخوں میں اضافے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ اقدام پوسٹل سروس کارپوریشن کا خسارہ دور کرنے کے لئے کیا گیا ہے جو 894 ملین (89 کروڑ 40 لاکھ روپے) تک پہنچ گیا ہے۔ سیمنٹ اور شوگر کے پلانٹس کے بدلے میں ایران سے 600 بل ڈوزر خریدے جائیں گے۔

○ قائمقام گورنر حنیف رامے نے گھر گھر تلاشی کی مخالفت کر دی ہے اور کہا ہے کہ مشتاق اعوان کے فارمولے سے نقصان ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ امن و امان کا ذمہ دار وزیر اعلیٰ نہیں بلکہ گورنر ہے۔

○ اپوزیشن کے 16- اراکین قومی اسمبلی نے مطالبہ کیا ہے کہ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی کو برطرف کیا جائے۔

○ جینوا میں پاکستانی سفیر اور ایٹمی دھماکوں پر پابندی کے بارے میں جاری بین الاقوامی مذاکرات میں پاکستان کے نمائندے مسٹر منیر اکرم نے کہا ہے کہ بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو پاکستان سی ٹی بی ٹی (ایٹمی دھماکوں پر مکمل پابندی کے سمجھوتے) پر دستخط نہیں کرے گا۔

○ اس صدی کے آخر تک بھارت کی آبادی ایک ارب ہو جائے گی۔

○ سوات کے علاقے میں تحریک نفاذ شریعت محمدی کے امیر مولانا صوفی محمد کو پھر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس سے قبل وہ آٹھ ماہ جیل میں گزار چکے ہیں۔

○ وفاقی انٹی کرپشن کمیٹی نے اثاثے ظاہر نہ کرنے والے 450 سیاست دانوں اعلیٰ افسران اور بااثر شخصیات کو گرفتار کرنے کے لئے وزیر اعظم سے رابطہ کر لیا ہے۔

○ کراچی میں پولیس مقابلے میں ایک مسلح شخص شکیل ٹاپل مارا گیا وہ 56 مقدمات میں پولیس کو مطلوب تھا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر داتا دربار کمپلیکس کے لئے آئندہ بجٹ میں 3 کروڑ روپے مختص کئے جائیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف خان نکئی نے کہا ہے کہ کرسی چھوڑ دوں گا مگر پنجاب کا ایک دھیلے کا نقصان نہیں ہونے دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے نواز شریف اور مشتاق اعوان کے گھروں پر حفاظتی انتظامات کئے تو دہشت گردوں نے بس میں دھماکہ کر دیا۔ آئندہ کوئی بس کلیئرنس سرٹیفکیٹ کے بغیر سڑک پر نہیں آئے گی۔ انہوں نے بتایا کہ لاہور پولیس نے کچھ تخریب کار پکڑ لئے ہیں۔

○ چرس کیس کا بڑا ملزم پشاور سے گرفتار کر لیا گیا۔ لاہور میں اس کے گھر سے مزید چرس پکڑی گئی۔ ایف آئی اے کو وزیر خارجہ کے بھائی سردار ہارون نے پیشکش کی ہے کہ میں تحقیقات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

○ مسلم لیگ (ن) کے لیڈر شیخ رشید نے لندن میں کہا ہے کہ معاشی بحران جمہوریت کے لئے حادثہ بن سکتا ہے۔ حکومت اندرون اور بیرون ملک محاذوں پر ناکام ہو گئی ہے۔

○ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے سرحد میں اپنی حمایت حاصل کرنے کے لئے سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ میر افضل سے رابطہ قائم کر لیا ہے۔ سرحد میں تحریک انصاف کو مضبوط بنانے کے لئے تمام امور پر اتفاق ہو گیا ہے۔

○ بھارتی وزیر اعظم مسٹر نرسیما راؤ نے کہا ہے کہ میری پوزیشن کمزور نہیں کانگرس واضح اکثریت سے جیتے گی۔

○ ایجرٹن روڈ لاہور میں موٹر سائیکل سوار ایک ہوٹل میں گھس کر ویٹر کو قتل کر کے فرار ہو گئے۔ قذافی سٹیڈیم کے قریب پنجاب کانسٹیبلری کے اہلکاروں نے کار سوار دیور بھابھی پر تشدد کر کے زیورات چھین لئے۔ تھانیدار کو گرفتار کر لیا گیا۔ سینکڑوں لوگوں نے جمع ہو کر سب انسپکٹر کو قابو کر کے سڑک بلاک کر دی۔

○ بم دھماکوں میں سوا پانچ سال کے دوران پنجاب میں 309- بے گناہ مارے گئے ڈیڑھ ہزار زخمی ہوئے۔

○ وفاقی وزیر انور سیف اللہ نے کہا ہے مڈٹرم انتخابات ہوں گے نہ عبوری وزیر اعظم آئے گا۔ ٹرائیکا (صدر- وزیر اعظم- چیف آف آرمی سٹاف) میں مکمل ہم آہنگی ہے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے بعض اپوزیشن ارکان کی طرف سے تعاون کی وہ پیشکش مسترد کر دی ہے جو ان ارکان نے اس شرط پر دی تھی کہ مڈٹرم الیکشن کرا دیئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ الیکشن وقت مقررہ پر 1998ء میں ہی ہوں گے۔ یہ پہلی منتخب اسمبلی ہے جس کی مدت (1977ء کے بعد) سابقہ منتخب اسمبلیوں سے زیادہ ہو چکی ہے۔

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ رانا مبشر احمد
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
2/1 3 تا 2/1 7 بجے شام

انٹرنیشنل معیار کے مطابق بغیر ٹانکے کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے تشریف لائیں
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر : میاں حنیف احمد کامران
فون : دوکان : 649 گھر : 212300

کلاتھ
ناصر ہاؤس
ریلوے روڈ گلی 1 ربوہ
ہمارے ہاں وول کاٹن ۔ سلک صوفہ کلاتھ ۔ پردہ کلاتھ کی نایاب ورائٹی کے لئے تشریف لاویں۔ نیز لیدر جیکٹ بھی دستیاب ہیں۔ پروپرائیٹر: سید ناصر احمد
فون : دوکان : 434
گھر : 211244

حکیم منور احمد ابن حکیم عبدالعزیز چک چٹھہ حافظ آباد والے
کا ربوہ میں
طاہر دواخانہ رحمان کالونی ربوہ

تمام احمدی بھائیوں کو الطاہر سیٹلائٹ سسٹم بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ کی جانب سے احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات شروع ہونے پر مبارک باد پیش ہے۔ احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کی نشریات صاف اور واضح پہنچانے کے لئے آپ کے پرانے خادم

الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
بوٹا مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون : EX : 211806

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۳۰ روپے۔ ۶۰ گرام ۹۰ روپے۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
۲۵۰ روپے
فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۶ء مفید طبی معلومات کیساتھ مفت طلب کریں۔
بیرونی مریض، پاکستان و بیرون پاکستان پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
Ph: (04524) 211434-212434
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Fax: (04524) 534